باب سماع الموتیٰ عند الامام الاعظمؒ

قارئین کرام بعض حضرات امام اعظم ابو حنیفہؒ سے عدم سماع موتیٰ کی روایت پیش کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے یہ محض زبردستی بلا جواز ہے۔

سوالؒ نیلوی صاحب شفاء الصدور طبع اول ص۴۲ میں غرائب فی تحقیق المذاہب منقول من رسالہ تفہیم المسائل ص محمد بشیر الدین القنوجی سے نقل کرتے ہیں جس کا ترجمہ یوں ہے۔ ایک شخص کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دیکھا کہ صلحاء کی قبور پر آتا اور سلام کرتا اور ان کو مخاطب کر کے عرض و نیاز کرتا تھا۔ بایں الفاظ کہ تمہاری قبور پہ آتا ہوں۔ اور کئی ماہ ہو گئے۔ کہ پکار رہا ہوں۔ محض اس لئے کہ تم میرے لئے دعا کرو۔ کیا تم کو میری باتوں کا علم بھی ہے یا نہیں۔ جب ابو حنیفہؒ نے اس کی یہ بات سنی۔ تو اس کو فرمایا۔ کہ کچھ جواب بھی ملا ہے یا نہیں۔ تو اس نے کہا کہ نہیں پس فرمایا۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ہلاکت اور پھٹکار ہو تجھ پر اور نامراد ہو جائے تو۔ تو ایسے اجساد سے کلام کرتا ہے۔ جو نہ جواب دینے کی طاقت رکھتے ہیں اور نہ متصرف ہیں۔ اور نہ آواز کو سنتے ہیں۔ پھر حضرت امامؒ نے یہ آیت پڑھی ــــــ وما انت بمسمع من فی القبور حضرت امام ابو حنیفہؒ نے تصریح فرما دی کہ مردے نہیں سنتے

الجواب مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری ؒ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ (جواب) فتاویٰ غرائب کوئی غیر معروف کتاب ہے معلوم نہیں اس کا یہ بیان کہاں تک مستند ہے (عماد الدین) ہمارے استاد محترم محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں۔

الجواب یہاں چند امور قابل توجہ ہیں۔ اوّل قاضی بشیر الدین قنوجی شاگرد مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب اور استاد نواب صدیق حسن خان صاحب

غیر مقلد تھے۔ سب سے پہلے اس حوالہ کا ماخذ ہماری معلومات کی بناء پر انہی کی کتاب ہے
انتہائی حیرت کی بات ہے کہ حضرات فقہاء احناف میں سے مسئلہ سماع موتیٰ کے مثبت اور
منفی پہلو میں نہ تو متقدمین حضرات کو یہ حوالہ دستیاب ہوا ہے۔ اور نہ متاخرین کو ہماری
دانست میں کسی معتبر حنفی فقیہ نے ان سے پہلے اس کا تذکرہ نہیں کیا۔ اور نہ فقہ حنفی کی
کسی معتبر کتاب میں اس کا ذکر ہے۔ من ادعی خلافہ فعلیہ البیان بالبرہان دوم۔ یہ
فتاویٰ غرائب کس کی تالیف ہے۔ اور اس کے مصنف کون تھے۔ اور کس مسلک
سے تعلق رکھتے تھے۔ اور یہ کس زمانہ کی تالیف ہے۔ اور فقہاء احناف اور دیگر فقہاء
احناف اور دیگر فقہاء کے نزدیک اس کے مصنف کا اور کتاب کا کیا پایہ ہے
سوم۔ ایسی غیر متعارف اور مجہول کتاب کے حوالے کا صریح اور صحیح احادیث اور
جمہور امت کے واضح اقوال کے مقابلہ میں کیا وقعت اور اعتبار ہو سکتا ہے۔

(سماع الموتیٰ ص ۳۲۳ تا ص ۳۲۴)۔

نظر ایسا آتا ہے کہ یہ حوالہ فتاوئی غرائب میں نہیں ہے۔ نیلوی صاحب نے
فتاویٰ غرائب دیکھا ہے۔ اور اس کے حوالے بھی ذکر کئے ہیں۔ مثلاً رق منشور ص ۱۹
میں لکھتے ہیں۔ (۲۰) فتاویٰ غرائب قلمی میں ہے لا دعاء بعد الرابعۃ فی ظاہر الروایۃ
ظاہر الروایۃ میں چوتھی تکبیر کے بعد کوئی دعا نہیں (نہ سلام سے پہلے نہ پیچھے)
(۲) نیلوی صاحب لکھتے ہیں (۱۹) وفی فتاویٰ الغرائب ورق ۷۵ اص ۲

نقل المیت من بلد الی بلد یکرہ ان کان قبل الدفن
وبعد الدفن اخراجہ مکروہ الا بعذر۔ الخ

(ماہنامہ جشن بہار سرگودھا گلستان اہلسنت نمبر فروری ۱۹۷۹ء ص ۱۱)

(۳۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔" فتاویٰ غرائب قلمی ورق ۷۶ ا ص ا میں ہے۔ استماع المیت
محال" ندائے حق جلد ثانی ص ۳۸

مگر نیلوی صاحب نے امام صاحبؒ کی طرف منسوب حوالہ کا ذکر براہ راست فتاویٰ
غرائب سے پیش نہیں کیا۔ بلکہ رق منشور ص ۹۸ میں تفہیم المسائل ص ۲۳۸ کے حوالے سے پیش کیا

پس ثابت ہوا کہ یہ بشیر الدین قنوجی غیر مقلد کی کاروائی ہے جس سے احناف حضرات کو دھوکہ دینا مقصود ہے۔ اور غیر مقلد ایسی کاروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ راقم الحروف نے "تنبیہ الغافلین علی تحریف الغالین" میں غیر مقلدین حضرات کی خیانتوں اور تحریف کا ذکر تفصیل سے کر دیا ہے۔ اس کتاب قہر حق حصہ اول کی طباعت کے بعد تنبیہ الغافلین کو طبع کر دیا جائے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

نیلوی صاحب کا جاہلانہ جواب

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک سوال کا جواب فتاویٰ غرائب غیر معتبر ہے

سوال نمبرا

فتاویٰ غرائب کتاب غیر متعارف اور مجہول ہے اور فقہی مسائل کا غیر متداول اور مجہول کتابوں سے نقل کرنا منع ہے۔

جواب

فتاویٰ غرائب وہ کتاب ہے جس کے حوالے معتبر کتب میں موجود ہیں۔ فتاویٰ عالم گیریہ جس کو بحکم حضرت عالم و قاری و حافظ و حاجی سلطان الہند اورنگ زیب عالم گیر رحمہ اللہ تعالیٰ پانچ سو علماء کرام نے مل کر مرتب فرمایا تھا۔ اس میں جگہ جگہ اس فتاویٰ غرائب کے حوالے موجود ہیں۔ اگر یہ کتاب معتبر نہ ہوتی۔ تو ۵۰۰ علماء اس کتاب کا حوالہ نہ دیتے۔ ہم اس بات کے مکلف نہیں۔ کہ ہر مؤلف کے سوانح حیات سے بخوبی واقف ہوں۔ ان معتبر علماء پہ ہمیں پورا اعتماد ہے کہ وہ غیر معتبر اور مجہول علماء کا فتوی ہم پہ لاگو نہیں کرتے۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس کتاب میں جو باتیں ہیں وہ شرع شریف کے موافق ہیں یا نہیں۔ اگر موافق ہیں تو ٹھیک ہیں خواہ اس کا مصنف کوئی ہو۔ اور اگر اس کتاب میں ایسی باتیں ہیں۔ جو شرع شریف کے خلاف ہیں تو غلط ہیں۔ اگرچہ کسی بڑے معتمد اور معتبر عالم نے لکھی ہو۔

لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال الخ (ندائے حق جلد ثانی صـ۳۳ تا صـ۳۴)

الجواب

فتاویٰ عالمگیریہ میں فتاویٰ غرائب سے امام اعظمؒ کا یہ مسلک نقل نہیں کیا گیا۔ معلوم ہو گیا کہ فتاویٰ غرائب میں یہ بات سرے سے ہی مذکور ہی نہیں یا مذکور تو ہے۔ مگر جھوٹی روایت ہونے کے باعث فتاویٰ غرائب سے فتاویٰ

عالم گیریہ میں نقل نہیں کی گئی ۔ اور فتاویٰ عالمگیریہ میں فتاویٰ غرائب سے کوئی ایسا حوالہ نقل نہیں کیا گیا۔ جو معتبر کتابوں میں موجود نہ ہو۔ فتاویٰ غرائب سے اگر کوئی حوالہ فتاویٰ عالمگیریہ میں نقل ہوا ہے ۔ تو وہ محض تائید کے درجہ میں ہوگا۔ اس سے فتاویٰ غرائب کا معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ غیر معتبر کتابوں کے حوالے تائید کے درجہ میں بعض اوقات معتبر کتابوں میں نقل کئے جاتے ہیں۔ خود نیلوی صاحب نے رق منشور کے ص۱۰۹ میں چند غیر معتبر کتب کی فہرست نقل کی ہے۔ جن میں قنیہ للزاہدی معتزلی شرح کنز ملا مسکین در مختار شرح تنویر الابصار ، نہر الفائق ، زاد اللبیب ، خزانۃ الروایات ، جامع الرموز ابوالمکارم رجل مجہول و گلک کتابہ تفسیر زمخشری تفسیر بغوی وغیرہا

مگر خود نیلوی صاحب نے ان کتابوں کے حوالوں سے اپنی کتابوں کو پُر کیا ہوا ہے مثلاً خود اسی رق منشور میں زاد اللبیب کے حوالے سے عبارتیں پیش کی ہیں دیکھئے ص۵۳ ، ص۵۹ ، ص۶۰ ، ص۶۵ ، ص۱۰۷ ۔ اور قنیہ سے استدلال رق منشور ص۱۸ میں موجود ہے اسی طرح جامع الرموز سے استدلال رق منشور کے ص۱۸ میں ہے نہر الفائق سے استدلال ص۵۲ میں ہے ۔ در مختار کا حوالہ ص۹۹ میں ہے خزانۃ الروایات کا حوالہ ص۵۹ میں ہے ۔ اسی طرح ان غیر معتبر کتابوں کے حوالے ندائے حق میں بھی موجود ہیں۔ مثلاً ندائے حق جلد ثانی ص۴۷ میں عینی شرح کنز کا حوالہ موجود ہے۔ جبکہ رق منشور ص۱۸ میں اس کو غیر معتبر کتابوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اور ندائے حق جلد ثانی ص۵۰ ، ص۵۱ میں نہر الفائق کا حوالہ موجود ہے۔ بغوی کا حوالہ ندائے حق جلد ثانی ص۵۱ میں موجود ہے تفسیر زمخشری کا حوالہ بھی ندائے حق جلد ثانی ص۵۱ میں موجود ہے۔

قارئین کرام ! یہ صرف چند حوالوں کی نشان دہی کرنی تھی۔ جن سے ندائے حق لبریز ہے۔ اب نیلوی صاحب سے گزارش ہے۔ وہ خود ہی بتائیں کہ ان غیر معتبر کتابوں کے حوالے دینے سے کیا وہ نیلوی صاحب کے نزدیک معتبر ہو گئی ہیں۔ یا محض ان غیر معتبر کتابوں سے حوالے دے کر مسلمانوں کو دھوکہ میں ڈالنا مقصود ہے۔

ع ۔ تو خود آپ اپنے دام میں صیاد آگیا ۔

نیلوی صاحب کا ایک زبردست جھوٹ

نیلوی کا یہ کہنا کہ فتاوے عالمگیریہ کے مرتب کرنے والے پانچ صد معتبر علماء پر ہمیں پورا اعتماد ہے۔ وہ غیر معتبر اور مجہول علماء کا فتوے ہم پر لاگو نہیں کرتے۔ نیلوی صاحب نے یہ زبردست جھوٹ بولا ہے اور مسلمانوں کو دھوکہ دیا ہے۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ نیلوی صاحب کا فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتبین ۵۰۰ علماء کرام پر بالکل اعتماد نہیں۔ اگر اعتماد ہوتا۔ تو جس طرح فتاویٰ عالمگیریہ کے مرتبین علماء نے فتاویٰ غرائب کے اس حوالہ سے جس میں امام اعظم کی طرف عدم سماع موتیٰ کی نسبت کی گئی ہے۔ اعراض کیا ہے۔ نیلوی صاحب ان علماء پر اعتماد کرتے ہوئے اعراض کرتے اور اس حوالہ کو پیش نہ کرتے اور جس طرح ان پانچ صد علماء کرام نے فتاویٰ عالمگیریہ میں اس عقیدہ کو اختیار کر لیا ہے کہ قبر مبارک کی زیارت کے وقت اسے عجز وخشوع وادب سے کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔ اور آپ کی شکل مبارک کو دل میں تصور کرے کہ گویا آپ اپنی قبر میں نیند کی حالت میں آرام فرما ہیں۔ مجھے جاننے والے ہیں اور میری کلام کو سننے والے ہیں۔ (الاختیار شرح المختار میں یوں ہی لکھا ہوا ہے)

پھر جس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کی تاکید کی ہو۔ اس کا سلام بھی عرض کرے پس یوں عرض کرے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے وہ آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے پس آپ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔

(فتاویٰ عالمگیریہ جلد ۱ ص ۲۸۲ طبع مصر، ترجمہ عربی عبارات کا راقم الحروف نے قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔) پھر حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ پر سلام کرے اور کہے کہ ہم تم دونوں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دربار میں وسیلہ بناتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کریں۔ اور ہمارے رب سے درخواست کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری اس کوشش کو قبول فرمائے۔ اور ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت وطریقہ پر زندہ رکھے اور اسی پر موت دے (فتاوے عالمگیریہ ص ۲۸۳ ج ۱ اختتام کتاب الحج)

اگر نیلوی صاحب کی یہ بات سچی ہوتی کہ ہمیں ان پر پورا پورا اعتماد ہے ۔ تو نیلوی صاحب اس عقیدہ کو اختیار کرتے جو فتاویٰ عالمگیریہ میں موجود ہے ۔ اور بدعت اور گمراہی اور بے دینی کا راستہ ہرگز اختیار نہ کرتے ۔

جھوٹ کہنے سے جن کو عار نہیں ۔۔۔ ان کی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں

نیلوی صاحب کے نزدیک فتاویٰ عالمگیری کے مرتبین کافر ہیں (معاذ اللہ)

نیلوی صاحب لکھتے ہیں ۔ کیوں جناب قرآن کے یہ الفاظ یا احادیث صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ اور شیخین رض سے شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے ۔ (ندائے حق جزء ثانی ص ۲۴۷) نیز نیلوی صاحب لکھتے ہیں ۔ نیز آپ نے صحابہ کرام پر بہتان باندھا کہ سارے عمر حضور ﷺ کی صحبت میں رہ کر پھر وہی جاہلیت والی باتیں ان میں عود کر آئیں ۔

کہ جیسے پہلے لات ، عزیٰ ، ہبل کو خدا کے ہاں سفارشی مانتے تھے ۔ اب ان کی بجائے نبی پاک اور شیخین رض کو سفارشی ماننے لگ گئے ۔ (ندائے حق جزء ثانی ص ۲۴۷) گویا نیلوی صاحب کے ہاں شفاعت طلب کرنیوالا کافر ہے ۔ فلہٰذا ان پانچ صد علماء نے فتاویٰ عالمگیریہ میں یہ مسلک لکھ کر کفر و شرک کا ارتکاب کیا ہے اس لئے وہ کافر ہیں ۔ (معاذ اللہ) لیکن نیلوی صاحب کو بایں ہمہ ان پر پورا اعتماد بھی ہے ۔ گویا نیلوی صاحب کو کفار پر بھی پورا اعتماد ہے (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی کو نیلوی صاحب پر پورا اعتماد ہے ۔

تنہا کبھی سے طے نہ ہوئیں غم کی منزلیں ۔۔۔ وہ بھی قدم قدم پہ شریک سفر رہے

الکوکب الدری ص ۳۱۹ میں حضرت گنگوہی فرماتے ہیں ۔

سوال نمبر ۲

فاستدل المنکرون ومنهم عائشة وابن عباس ومنهم الامام بقوله تعالیٰ انک لا تسمع الموتیٰ

ترجمہ ۔ سماع موتی کے منکرین نے جن میں حضرت عائشہ رض و حضرت ابن عباس اور امام ابو حنیفہ بھی ہیں قرآن مجید کی اس آیت سے آیت انک لا تسمع الموتیٰ (کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتے)

عدم سماع موتی پر استدلال کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی و حضرت ابن عباس کی طرح حضرت امام اعظم رح بھی سماع موتی کے منکر تھے۔

الجواب الکوکب الدری حضرت گنگوہی رح کی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ ان کی تقریر ہے۔ جس کو شاگرد نے کتابی شکل میں جمع کر دیا ہے۔ یہ تحریر حضرت گنگوہی رح کے فتوے کے خلاف ہے۔ چنانچہ فتاوی رشیدیہ ص ۲۲ میں ہے۔

سوال جب سماع موتی کے حضرت امام صاحب قائل نہیں ہیں۔ پھر فقہاء حنفیہ تلقین میت کو کیوں تحریر فرماتے ہیں۔

جواب مسئلہ سماع موتی میں حنفیہ باہم مختلف ہیں اور روایات سے ہر دو مذہب کی تائید ہوتی ہے۔ پس تلقین اسی مذہب پر مبنی ہے کیونکہ اول زمانہ قرب دفن کے بہت سی روایات اثبات سماع کرتی ہیں۔ اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے اس باب میں کچھ منصوص نہیں اور روایات جو کچھ امام صاحب سے آئی ہیں۔ شاذ ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

قارئین کرام! یہ حضرت گنگوہی رح کا فتویٰ ہے۔ اور مفتی بہ قول ہی قابل عمل ہوتا ہے۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ اس سوال کا جواب کہ امام ابو حنیفہ رح سے روایت عدم سماع موتی شاذ ہے (ندائے حق ج ۲ ص ۱۴۱) نیلوی صاحب نے اس کے جواب دینے کی مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رح کی تحریر سے کوشش کی ہے۔ جو کہ درست نہیں کیونکہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رح کا صریح حوالہ آگے آرہا ہے جس میں امام اعظم رح سے عدم سماع موتی کی روایت کی وہ وضاحت کرتے ہیں۔ الکوکب الدری کے حوالہ سے جو ابن عباس رض کو سماع موتیٰ کے منکرین میں شمار کیا گیا ہے۔ یہ بھی بہت عجیب و غریب بات ہے۔ کیونکہ ابن عباس رض کو کسی قابل اعتماد عالم نے سماع موتیٰ کے منکرین میں شمار نہیں کیا۔

ابن عباس رض کا مسلک عن ابن عباس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دفن المیت سمع خفق نعالهم اذا ولوا عنه منصرفین رواہ الطبرانی فی الکبیر و رجالہ ثقات (مجمع الزوائد ص ۵۴ ج ۳)

ترجمہ : حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میت کو دفن کر دیا جاتا ہے۔ تو وہ پھر کر جانے والوں کے جوتوں کی کھٹکھٹاہٹ سنتا ہے اس حدیث کی سند کے تمام راوی معتبر ہیں۔

دلیل نمبر۲ حضرت عبداللہ بن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اپنے مومن بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا۔ وہ جب بھی اسے سلام کہتا ہے تو وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (بحوالہ سماع الموتیٰ صفحہ ۱۹۸)

اس حدیث کو محدث عبدالحقؒ اور علامہ سید احمد طحطاوی حنفیؒ اور قاضی شوکانی غیر مقلد نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان دو صحیح حدیثوں کے راوی ابن عباسؓ ہیں۔

سوال نمبر۳ نیلوی صاحب : حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو عدم سماع موتیٰ کے قائلین میں سے شمار کرتے ہوئے دُرِّ منثور کا حوالہ دیتے ہیں۔ (دیکھئے ندائے حق جلد ثانی صفحہ ۹۲ والبیان الاولیٰ صفحہ ۳۰)

الجواب نیلوی صاحب نے تفسیر درِ منثور کا نہ صفحہ کا ذکر کیا ہے۔ نہ جلد کا ذکر کیا ہے۔ ؎ آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔

ہاں نیلوی صاحب ندائے حق جلد ثانی صفحہ ۲۱۰ میں لکھتے ہیں۔ یہ حدیث (یعنی قلیب بدر والی) قرآن شریف کی آیت وما انت بمسمع من فی القبور کے نازل ہونے کے ساتھ منسوخ ہو گئی۔ یہ جواب علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔ نیز نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ جواب ۲ آیت کریمہ سے حدیث منسوخ ہو گئی۔ امام سیوطیؒ نے درمنثور میں ابو سہل سدی بن سہل جنید نیشاپوری کی کتاب میں سے اس کی پانچویں حدیث کا حوالہ دے کر لکھا ہے۔ جو عبدالقدوس کے طریق سے مروی ہے کہ ابو صالح انک لاتسمع الموتیٰ اور وما انت بمسمع من فی القبور کا شانِ نزول رأس المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح نقل فرماتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے غزوہ میں مشرک مقتولوں کے کنویں پر آ کھڑے ہوئے تھے

جس میں ان کی لاشوں کو پھینک دیا گیا تھا۔ اور فرمانے لگے کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ فرمایا تھا۔ الخ (ندائے حق جلد ثانی ص۲۰۲)

نیلوی صاحب کے جھوٹ و دھوکے

نیلوی صاحب نے جو یہ کہا ہے۔ کہ یہ جواب علامہ سیوطیؒ نے درمنثور میں حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا ہے۔ یہ دھوکہ ہے کیونکہ علامہ سیوطیؒ کا طریقہ اس کتاب میں یوں ہے۔ کہ وہ مخالف و موافق روایتوں کو جمع کر دیتے ہیں۔ اور تبصرہ نہیں کرتے۔ فلہٰذا ایک جانب کی روایت کو لے کر یہ کہنا کہ علامہ سیوطیؒ نے جواب دیا ہے۔ یہ بالکل جھوٹ و دھوکہ ہے۔

۲ - ابوسہل سدی بن سہل جنید نیشاپوری کا ترجمہ و حالات نقل نہیں کئے۔ کہ وہ کون اور کیسا تھا۔

۳ - پھر مذکور نام بھی غلط نقل کیا ہے۔ السری کو نیلوی صاحب نے سدی بنا دیا ہے اور الجند لیسابوری کو نیلوی صاحب نے جنید نیشاپوری بنا دیا ہے (ماشاء اللہ بہت خوب) اصل نام یوں تھا۔ ابوسہل السری ابن سہل الجند لیسابوری دیکھئے (تفسیر درمنثور ص۲۴۹ ج ۵ مطبوعہ ایران)

۴ - ابوسہل السری اور عبدالقدوس بن عن ابی صالح عن ابن عباسؓ کے درمیان سند کے کئی راوی غائب ہیں معلوم نہیں وہ کون اور کیسے تھے۔

۵ - پھر یہ روایت طبقہ سادسہ کی ہے۔ جبکہ نیلوی صاحب کا دعویٰ یہ تھا۔ طبقہ ثالثہ کی کتابوں کی اکثر احادیث فقہاء کے نزدیک معمول بہ نہیں۔ ہم اس قاعدہ سے سرمو اغماض و اعراض نہیں کرتے۔ (ندائے حق جز ثانی ص۶۸)

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں یہ دھوکہ بازی گر کھلا

۶ - عبدالقدوس عن ابی صالح کی سند کی نیلوی صاحب نے وضاحت نہیں فرمائی کہ عبدالقدوس کون ہے۔ اور ابوصالح کون ہے۔ بظاہر عبدالقدوس سے مراد عبدالقدوس بن حبیب ہے۔ جو کہ کذاب اور وضاع (جھوٹی حدیثیں بنانے والا

تھا۔ دیکھئے (سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ: للالبانی ص۳۰۶ المجلد الاول)

۷۔ ابو صالح جو ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے۔ وہ باذان مولیٰ ام ہانی ہے نیلوی صاحب خود لکھتے کہ یہ راوی ضعیف ہے۔ دیکھئے ندائے حق جزو ثانی ص۱۱

۸۔ تہذیب التہذیب ص۴۱۶ ج ۱ تا ص۴۱۷ میں ابن حجرؒ نے اس کا طویل ترجمہ نقل کیا ہے آخر میں لکھتے ہیں "وقال ابن حبان یحدث عن ابن عباس ولم یسمع منہ (ابن حبانؒ نے کہا ہے کہ یہ راوی ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے۔ لیکن ابن عباس سے اس نے سُنا نہیں یعنی اس کی روایت منقطع ہے۔

قارئین کرام! اندازہ کریں کہ ایک جھوٹی ومن گھڑت روایت کی بناء پر ابن عباسؓ کو نیلوی صاحب عدم سماع موتیٰ کا قائل بنا رہے ہیں۔ (لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم) اور صحیح حدیثوں کی روایت کی بناء پر ابن عباسؓ کو سماع الموتیٰ کا قائل نہیں مانتے۔ یہ ہے نیلوی صاحب کا انصاف جس کو مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی بھی انصاف کہتے ہیں۔ دیکھئے تقریظ شفاء الصدور طبع اول و طبع دوم ؎ حق بات جانتے ہیں مگر مانتے نہیں۔

دلیل۱ امام اعظمؒ سماع موتیٰ کے قائل تھے

حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں۔ البتہ جانب ثانی میں بھی مسئلہ کلام میت سے عدم سماع کو امام (ابوحنیفہؒ) کا مذہب ٹھہرانا یہ بھی صحیح نہیں (امداد الفتاویٰ ص۴۳۵ ج ۵)

دلیل۲ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب فرماتے ہیں۔ سماع موتیٰ میں اختلاف ہے اور یہ اختلاف صحابہؓ کے زمانہ سے چلا آتا ہے آئمہ سماع موتیٰ کے قائل ہیں۔ اور حنفیہ کی کتب میں بعض مسائل ایسے مذکور ہیں جن سے عدم سماع معلوم ہوتا ہے۔ مگر امام صاحب سے کوئی تصریح نہیں کرتے الخ (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص۲۶۱ ج۵)

قارئین کرام! مفتی عزیز الرحمٰنؒ کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ یمین کے مسئلہ میں جس کا دارومدار عرف پر ہوتا ہے۔ وہاں سے حنفیہ کی کتب میں عدم سماع موتیٰ سمجھا جاتا ہے مگر امام اعظمؒ سے صراحۃً کوئی روایت عدم سماع کی موجود نہیں۔ فلہٰذا

مفتی عزیزالرحمٰنؒ صاحب کی وہ عبارت جس میں آتا ہے۔ کہ امام ابوحنیفہؒ و خلفیہؒ سماع موتیٰ کے قائل نہیں۔ اس کی حقیقت مفتی صاحبؒ نے خود ہی واضح کر دی ہے اس حقیقت کے واضح ہو جانے کے بعد اس مشہور قول کی کوئی پوزیشن باقی نہیں رہتی ہے

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

دلیل ۳ قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنا امام اعظمؒ کے ہاں جائز ہے۔ نیلوی صاحب نے مراقی الفلاح کے حاشیہ کے حوالہ سے علامہ سید احمد طحطاویؒ سے یوں نقل کیا ہے۔ ولا یکرہ المشی فی المقابر بالنعلین عندنا لقولہ علیہ السلام انہ لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا۔ یعنی قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنا ہمارے مذہب حنفی میں مکروہ نہیں جس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب لوگ قبرستان سے واپس گھروں کو جاتے ہیں۔ تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ (ندائے حق جزء اول صـ۲۲) امام طحاویؒ شرح معانی الآثار صـ۳۴۲ ج ۱ میں باب المشی بین القبور بالنعال کے تحت یہ دلیل بیان کرتے ہیں۔ انہ لیسمع خفق نعالہم حین تولوا عنہ مدبرین (وہ مردہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز البتہ سنتا ہے) پھر امام طحاویؒ صـ۳۴۳ ج ۱ میں فرماتے ہیں۔ (وھذا قول ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد رحمہم اللہ) (امام ابوحنیفہؒ و صاحبینؒ کا یہی قول ہے) نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نہیں متعدد بار مع گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جنازوں کے دفن کرنے کے لئے جوتے پہن کر قبرستان تشریف لایا کرتے تھے۔ جو قطعی طور پر متعدد طرق سے صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پھر حضرت علامہ ابوجعفر طحاوی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب شرح معانی الآثار ص صـ۲۹۵ باب المشی بین القبور بالنعال کے باب میں صاف اور صریح طور پر امام اعظم رحمۃ اللہ و امام ابویوسف و امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب لکھا ہے۔ کہ ان کے نزدیک قبرستان میں جوتوں سمیت جانا بلا کراہت جائز ہے۔
(ندائے حق جزء اول صـ۲۱ تا صـ۲۲)

امام الاحناف ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں

وقد ثبت فی الحدیث ان المیت یسمع قرع نعالھم اذا ولوا عنہ مدبرین وھو دالٌ علی جواز لبس النعال فی المقابر قال و قد ثبت حدیث انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلّی فی نعلیہ فاذا جاز دخول المسجد بالنعل فالمقبرۃ اولیٰ (مرقاۃ ج ۲۸۳/۸۶ باب النعال)

ترجمہ۔ حدیث شریف میں یہ بات ثابت ہے۔ کہ مردہ واپس جانے والوں کی جوتوں کی آواز یقیناً سنتا ہے۔ تو یہ حدیث دلالت کرنے والی ہے۔ اس بات پر کہ قبرستان میں جوتوں کا پہن کر چلنا جائز ہے اور کہا کہ ثابت ہو چکا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ بیشک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوتوں سمیت نماز پڑھی ہے۔ جب مسجد میں جوتوں کے ساتھ داخل ہونا جائز ہے (جب کہ پاک ہوں) تو قبرستان میں بطریقِ اولیٰ داخل ہونا جائز ہوا۔

سوال نمبر ۱۴

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ یسمع خفق نعالہ اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں ہے اور نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کا حقیقی معنی سمجھا ورنہ جب قلیب بدر کی حدیث پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے گفتگو فرمائی اور آپ نے قرآن پاک کی آیت سے جواب دیا تھا۔ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آیت پاک سن کر خاموش ہو گئے تھے اور ان میں سے کسی نے یہ حدیث خفق نعال والی پیش نہیں کی۔ اگر حقیقی معنی مراد ہوتے تو ضرور حدیث مورد استدلال میں پیش ہوتی۔ نیز جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے استدلال میں اس حدیث کو پیش نہیں کیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس حدیث کو سماع موتیٰ کے ساتھ کچھ تعلق نہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اور سلف صالحین کون ہیں۔ (ندائے حق جزء اول ص ۱۹۹)

الجواب

نیلوی صاحب جیسا سادہ انسان دنیا میں نہیں اور کوئی نظر نہیں آتا پہلے تو نیلوی صاحب نے حدیث کے الفاظ ہی غلط نقل کئے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں۔ یسمع خفق نعالہ۔ حالانکہ صحیح اس طرح ہیں۔ یسمع خفق نعالھم دوسرے نیلوی صاحب نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جواب کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خاموش

ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ نیلوی صاحب کی خالص کذب بیانی ہے۔ صحابہ کرامؓ کے موجود ہونے کا ذکر کسی حدیث میں بھی مذکور نہیں۔ باب الکذبات میں راقم الحروف نے اس کو تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ وہاں ملاحظہ کرلیں۔ تیسرے جب صحابہ کرامؓ کی موجودگی کا ذکر نہیں ملتا۔ تو نیلوی صاحب کا نتائج نکالنا اور مرتب کرنا بناء الفاسد علی الفاسد ہے چوتھے اگر اس حدیث کے حقیقی معنے مراد نہ ہوں۔ یعنی جوتوں کی آواز بلکہ اس سے مراد سرعت ہو کہ اگر زندہ ہوتا تو جوتوں کی آواز سُن ہی رہا ہوتا۔ تو فرشتے آجاتے۔ تو پھر اس حدیث سے احناف حضرات کا قبرستان میں جوتوں کے ساتھ جانے پر استدلال کرنا صحیح نہیں رہے گا۔ اور استدلال کی بنیاد ہی ختم ہو جائے گی امام اعظمؒ و صاحبینؒ کا مذہب کہ قبرستان میں جوتوں سمیت جانا جائز ہے۔ اس کی بنیاد ہی اسی صحیح و صریح حدیث پر ہے۔ جب کہ حقیقی معنی پر محمول ہو۔ نیلوی صاحب جیسے کسی سادہ آدمی نے ملا علی قاریؒ کے زمانہ میں یہی بات کہی تھی۔ کہ یہ حدیث حقیقی معنی پر محمول نہیں۔ تو ملا علی قاریؒ تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وھو ضعیف اذ ثبت بالاحادیث ان المیّت یعلم من یکفنه ومن یصلی علیه ومن یحمله ومن یدفنه وقال ابن الملک ای صوت دقها وفیه دلالة علی حیاة المیت فی القبر لان الاحساس بدون الحیاة ممتنع عادة

ملا علی قاریؒ نے بایں طریق تضعیف فرمائی ہے کہ احادیث سے ثابت ہے۔ کہ میت اس کو بھی پہچانتا ہے۔ جو اسے کفن دیتا ہے اور ان کو بھی جو اس پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کو بھی جو اس کی چارپائی اٹھاتے ہیں۔ اور ان کو بھی جو اس کو دفن کرتے ہیں۔ پھر شاید یہی مسئلہ سمجھانے کے لئے کہ دفن کرکے واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز میت قبر کے اندر سچ مچ سنتا ہے اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے جیسے بعض نے تاویل کی ہے۔ ابن ملکؒ کا قول اپنی تائید میں پیش کیا ہے۔ کہ ابن ملک قرع نعالہم سے مراد ای صوت دقہا (جوتوں کے دب دب کی آواز) بتا کر فرماتے ہیں۔ کہ اس حدیث میں قبر

کے اندر میت کی حیات کی دلیل ہے۔ وہ دلیل اس طرح بنتا ہے۔ کہ میت کو جو قبر
کے اندر سے باہر جوتوں کی آواز کا احساس ہوتا ہے۔ تو بغیر حیاۃ کے احساس نہیں
ہو سکتا۔ کیونکہ عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے (ندائے حق جزء اول ص۱۹۵ و ص۱۹۶)
پس ثابت ہوا۔ کہ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ، امام طحاویؒ،
ملا علی قاریؒ علامہ محدث ابن الملک حنفیؒ، علامہ سید احمد طحطاوی حنفیؒ وغیرہم
اس حدیث کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں۔ اور سماع موتی کے قائل ہیں۔ امام بخاریؒ
بھی اس کے حقیقی معنی مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ باب قائم کرتے ہیں۔ باب المیت یسمع خفق
النعال (بخاری ص۱۷۸ ج۱) مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ یہ حدیث انسؓ سے
مروی ہے اور ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ جیسا کہ عنقریب اس کا حوالہ گزر چکا
ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی مروی ہے (طحاوی مستدرک حاکم مسند احمد)
اور حضرت براء بن عازبؓ سے بھی مروی ہے۔ (تہذیب الآثار للطبریؒ) حضرت
حضرت جابرؓ سے بھی مروی ہے (تہذیب الآثار للطبریؒ) تو یہ حدیث خبر واحد
سے نکل کر حدیث مشہور کے درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ اور حدیث مشہور کی بنا پر کتاب اللہ
پر زیادتی کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ (دیکھئے شفاء الصدور
منتوحم طبع اول ص۱۱۹) پانچویں حضرت عائشہؓ کا سماع موتی کے انکار سے رجوع
ثابت ہے۔ راقم الحروف صرف ایک صحیح روایت پیش کرتا ہے

حضرت عائشہ کا عدم سماع موتی سے رجوع

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں۔ حدثنا
هشيم قال اخبرنا مغيرة عن ابراهيم عن عائشة (الى ان قال) قالوا يا
رسول الله كيف تكلم قوما جيفوا فقال ما انتم باسمع لقولي منهم او لهم
لقولي منكم (مسند احمد ص۱۷۰ ج۶)
قارئین کرام! اس صحیح سند سے حدیث کے آخری حصہ کا ترجمہ یوں ہے۔
صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیسے کلام کرتے ہیں۔ ایسی قوم سے جو مردار ہو

چکے ہیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم ان سے زیادہ میری بات کو سمجھنے والے نہیں ہو۔ یا وہ تم سے میری بات کو زیادہ سمجھنے والے ہیں۔

قارئین کرام! بات کو سمجھنا سماع پر موقوف ہے۔ جیسا کہ استاد و طالب علم کو سبق کے درمیان کہتا ہے کچھ بات سمجھ آئی۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عائشہؓ قلیب کی خود روایت بیان کر کے اپنی پہلی اجتہادی رائے سے رجوع کر چکی تھیں۔ (و للہ الحمد) فلہٰذا صحابہ کرام کے درمیان بھی سماعِ موتیٰ کا مسئلہ اختلافی نہ رہا۔ بلکہ سماعِ موتیٰ پر اتفاق ہو گیا تھا۔ جیسا کہ دلائل سے معلوم ہوا (بفضل اللہ تعالیٰ) (تنبیہ) حضرت ابراہیم نخعیؒ کی تمام روایات متصلہ و منقطعہ صحیح ہیں۔ جیسا کہ نور الصباح ص۱۸۳ میں راقم الحروف نے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔ ابراہیم عن عائشہؓ کی سند سے روایت فقہ حنفی میں مقبول ہے چنانچہ ھدایہ باب الجنائز ص۱۳۶ [illegible]

امام طحاویؒ فرماتے ہیں۔

دلیل نمبر ۴

نؤمن بعذاب القبر و نعیمہ لمن کان لذالک اھلاً و بسؤال منکر و نکیر للمیت فی قبرہ عن ربہ و دینہ و نبیہ علیٰ ما جاءت بہ الاخبار عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و عن اصحابہ اجمعین والقبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران

(عقیدۃ الطحاوی ص۶۰)

ہم ایمان لاتے ہیں۔ عذاب قبر اور اس میں نعمتوں کے پہنچائے جانے پر اس شخص کے لئے جو اس کا اہل ہو اور ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مردہ سے منکر و نکیر کا سوال ہوگا۔ اس کے رب و دین و نبی کے بارے میں جیسا کہ حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر آیا ہے اور تمام صحابہ کرامؓ سے بھی اس کو ذکر کیا گیا ہے۔ اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے

قارئین کرام! منکر و نکیر کا مردہ سے سوال کرنا اور مردہ کا جواب دینا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ وہ سماع و حیات رکھتا ہو۔ علامہ سید احمد طحطاویؒ فرماتے ہیں طحاوی اعلم بمذھب ابی حنیفۃ و صاحبیہ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳۲۰)

ترجمہ : امام طحاویؒ امام ابوحنیفہؒ اور صاحبینؒ کے مذہب کو اچھی طرح جانتا ہے
علامہ سید محمد انور شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ و اثبت شئی فی ھذا الباب عقیدۃ الطحاوی
فانہ کتب فی اولہ انہ یکتب فیہ عقائد الامام ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالٰی
و ابی یوسف رحمہ اللہ تعالٰی (فیض الباری ج ۱ ص ۲۶) عقائد کے باب میں امام طحاویؒ
کا رسالہ عقیدۃ الطحاوی بہت مضبوط چیز ہے۔ کیونکہ اس نے اس رسالہ کی ابتدا میں لکھا
ہے۔ کہ وہ اس میں امام ابوحنیفہؒ اور امام ابویوسفؒ کے عقائد بیان کرے گا۔ شیخ القرآن
حضرت مولانا غلام اللہ خاں صاحب فرماتے ہیں۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مختصر
سے رسالہ میں وہ عقائد جمع کئے ہیں۔ جن پر حضرت امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور
امام محمد متفق ہیں (جواہر التوحید ص ۲۶۳)

علامہ شامی کا فتویٰ و عقیدہ

قال اھل السنۃ والجماعۃ عذاب القبر حق وسوال منکر ونکیر وضغطۃ القبر
حق لکن ان کان کافرا فعذابہ یدوم الی یوم القیامۃ ویرفع عنہ
یوم الجمعۃ وشھر رمضان فیعذب اللحم متصلا بالروح والروح
متصلاً بالجسم فیتألم الروح مع الجسد (شامی اختتام باب الجنائز ج ۱ ص ۶۰۶)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ کہ عذاب قبر حق ہے اور منکر و نکیر
کا سوال اور قبر کی تنگی حق ہے۔ لیکن اگر کافر ہے تو قیامت تک عذاب میں مبتلا
رہے گا۔ البتہ جمعہ کے دن اور رمضان کے ماہ میں اس سے عذاب ہٹا
لیا جائے گا۔ گوشت کو عذاب ہوگا۔ روح کے تعلق سے اور روح کو عذاب
ہوگا۔ جسم کے اتصال سے پس روح و جسم دونوں درد محسوس کریں گے

دلیل نمبر ۵

واعلم ان مسئلۃ کلام المیت وسماعہ واحدٌ
واذکرھا حنفیۃ العصر و فی رسالۃ غیر مطبوعۃ
لعلی القاریؒ ان احداً من ائمتنا لم یذھب الی انکارھا و
انما استنبطوھا من مسئلۃ فی باب الایمان وھی حلف رجل

ان لا یکلم فلاناً فکلمہ بعد ما دفن لا یحنث قال القاری ؒ ولا دلیل فیہا علیٰ ما قالوا فان مبنی الایمان علی العرف وھم لا یسمّون کلاماً (فیض الباری ص ۴۶۶ ج ۲)

ترجمہ۔ جان لے کلام میت اور سماع میت کا مسئلہ ایک ہے۔ آج کے زمانہ کے حنفیہ منکر ہوئے ہیں۔ حالانکہ ملا علی قاری ؒ کے ایک غیر مطبوعہ رسالہ میں ہے کہ ہمارے ائمہ کرام ؒ میں سے کوئی بھی سماع موتی کا منکر نہیں ہے۔ اس زمانہ کے منکرین نے ایمان (قسموں کا اٹھانا) کے مسئلہ سے استنباط کیا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی کہ فلاں شخص سے کلام نہ کروں گا۔ پس اس شخص کے دفن ہونے کے بعد کلام کی تو حانث نہ ہوگا۔ ملا علی قاری ؒ نے فرمایا۔ کہ اس میں کوئی دلالت نہیں عدم سماع موتیٰ پر جیسا کہ منکرین نے کہا ہے۔ کیونکہ قسموں کا دار و مدار عُرف پر ہوتا ہے اور عرف والے اس کو کلام نہیں کہتے۔

دلیل نمبر ۶

واشتہر علی السنة الناس ان الموتیٰ لیس لھم سماع عند ابی حنیفة وصنّف ملا علی القاری رسالة وذکر فیہا ان المشہور لیس لہ اصل من الائمة اصلاً بل اخذ ھذا من مسئلة باب الایمان انہ حلف انہ لا یتکلم مع فلان فمات الرجل فتکلم معہ علی قبرہٖ میتاً لا یحنث اقول وجہ عدم الحنث ان مبنی الایمان علی العرف واھل العرف لا یعلمون ان الموتیٰ تسمع والمحقق ان ابا حنیفة لا ینکر سمع الاموات وان خالف ابن الھمام وقال الموتیٰ لا تسمع وان ذخیرة الحدیث تدل علیٰ سمع الموتیٰ وقال الشیخ ان الموتیٰ لا تسمع ویستثنیٰ ھذہ سمع قرع النعال والسلام علیکم الخ

(العرف الشذی ص ۲۰۲ ج ۱ مع الجامع الترمذی)

ترجمہ: اور کچھ لوگوں کی زبان پر مشہور ہو گیا ہے۔ کہ امام ابو حنیفہ کے ہاں مردے نہیں سنتے اور ملا علی قاریؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے اور اس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ اس مشہور قول کی ائمہ احنافؒ سے کوئی اصل نہیں ہے۔ بلکہ یہ مسئلہ باب الایمان سے لیا گیا ہے۔ کہ ایک آدمی نے قسم اٹھائی کہ فلاں شخص سے بات نہ کروں گا اور وہ مر گیا۔ تو قسم اٹھانے والے نے اس کی قبر پر جا کر کلام کیا تو حانث نہ ہوگا میں (سید محمد انور شاہ) کہتا ہوں کہ حانث نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ مدار قسموں پر ہے اور اہل عرف نہیں جانتے کہ مردے سنتے ہیں۔ اور تحقیقی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ سماع موتیٰ کے منکر نہیں ہیں۔ اگرچہ ابن ہمامؒ نے مخالفت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ مگر احادیث کا ذخیرہ سماع موتیٰ پر دال ہے۔ اور شیخ ابن ہمام نے کہا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔ لیکن مردہ دفن کیا ہوا واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز حقیقۃً سنتا ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور۔ یہ سلام بھی مردہ سنتا ہے۔ اس کو شیخ ابن ہمامؒ نے تسلیم کیا ہے۔

شیخ ابن الہمامؒ کا عقیدہ

شیخ ابن الہمامؒ کا عقیدہ یہ ہے کہ مردوں پر جب بھی سلام کیا جائے وہ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمصعب بن عمیر فوقف علیہ وقال اشہد انکم احیاء عند اللہ فزوروہم وسلموا علیہم فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیہم احدٌ الا ردوا علیہ السلام الی یوم القیامۃ

(فتح القدیر شرح ہدایہ ج۲ ص۹۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ پاکستان اختتام کتاب الحج)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مصعب بن عمیر کے پاس سے گزرے۔ پس ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں

و محمد رسول اللہ، گواہی دیتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے ہاں نمازی ہو۔ پس مسلمانو! تم ان کی زیارت کیا کرو۔ اور ان پر سلام کیا کرو۔ پس مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے ان پر کوئی سلام نہیں کرے گا۔ مگر یہ کہ وہ قیامت تک اس کے سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔

قارئین کرام! شیخ ابن ہمام رحؒ نے اس حدیث کو مقام استدلال میں پیش کیا ہے۔ اور اس پر کسی قسم کا جرح نہیں فرمائی جس سے ثابت و واضح ہوتا ہے۔ یہ شیخ ابن ہمام رحؒ کا عقیدہ ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات وسماع کا بھی قائل ہے۔ اور عام مردوں کے دیکھنے اور پہچاننے کا بھی قائل ہے۔

فقہاء احناف کا فیصلہ

و قالوا فی زیارۃ القبور مطلقاً الاولیٰ ان یأتی الزائر من قبل رجل المتوفی لا من قبل رأسہ فانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابلا بصرہ لان بصرہ ناظرا الی جہۃ قدمیہ اذا کان علی جنبہ

(فتح القدیر ص ۹۵ ج ۲)

ترجمہ: مشائخ احناف نے فرمایا ہے۔ کہ عام قبروں کی زیارت کا طریقہ یہ ہے کہ زائر مردے کے پاؤں کی جانب سے آئے۔ سر کی جانب سے نہ آئے۔ کیونکہ یہ میت کی نظر کو زیادہ تھکان میں ڈالنے والا ہے۔ یہ پہلی صورت کے خلاف ہے۔ کیونکہ زائر پاؤں کی جانب ہونے کی وجہ سے مردہ کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔ کیونکہ مردہ کی نظر اس کے پاؤں کی طرف پڑتی ہے۔ جب مردہ کے پہلو میں زائر کھڑا ہوتا ہے۔

زیارت قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب

علامہ شیخ ابن الھمام رحؒ حنفی لکھتے ہیں
ثم یأتی القبر الشریف فیستقبل جدارہ ویستدبر القبلۃ علی نحو اربعۃ اذرع من الساریۃ التی عند رأس القبر فی زاویتہ جدارہ وما عن ابی اللیث انہ یقف مستقبل القبلۃ مردود بما روی ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسند

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال من السنۃ ان تاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قبل القبلۃ وتجعل ظھرک الی القبلۃ وتستقبل القبر بوجھک ثم تقول السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (فتح القدیر ص ۹۵ ج ۲)

ترجمہ: پھر زائر قبر شریف کے پاس آئے۔ پس قبر کی دیوار کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کرے چار گز دور کھڑا ہو۔ اس ستون سے جو قبر شریف کے سرہانے کی دیوار کی جانب واقع ہے۔ اور جو ابو اللیث سے منقول ہے۔ کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ یہ مردود ہے۔ اس سبب سے کہ امام اعظم رح نے اپنے مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رض سے روایت کیا ہے۔ کہ سنت طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف پشت ہو۔ اور قبر شریف کی طرف منہ کرے تو پھر تو کہے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نیلوی صاحب کا ایک غلیظ جھوٹ

نیلوی صاحب ندائے حق طبع اوّل ص ۳۲۰ میں عنوان قائم کرتے ہیں سلف صالحین سے صاحب تسکین کا اختلاف۔ پھر ص ۳۲۱ میں لکھتے ہیں۔ مجتہدین میں سے سب نے مکروہ کہا۔ عند قبر النبی صلعم۔ السلام علیکم قبلہ رُخ ہو کر کہے۔ (صاحب تسکین لکھتے ہیں) بلکہ حضور ؐ کے معصوم چہرے کے بالمقابل قبلہ کی طرف پیٹھ کر سلام کہے

قارئین کرام! نیلوی صاحب نے جو یہ کہا ہے کہ سب مجتہدین قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب قبلہ رُخ ہو کر سلام کرنے کو مکروہ کہتے ہیں۔ یہ زبردست غلیظ جھوٹ ہے ابھی امام اعظم رح کا حوالہ آپ نے پڑھا ہے کہ وہ اس طریقہ کو سنت کہتے ہیں۔ نیلوی صاحب نے ندائے حق طبع دوم میں اس کو کاٹ دیا ہے۔ اور ذکر نہیں کیا۔ (حق کا بول بالا جھوٹ کا منہ کالا۔

سوال نمبر ۵

مسند ابو حنیفہ کے بارے میں نیلوی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اس کا راوی حسن بن زیاد جو امام اعظم کا شاگرد ہے۔ کذاب ہے

دیکھئے شفاء الصدور طبع اوّل ص ۹۱

الجواب نیلوی صاحب کا حسن بن زیادؒ کو کذّاب کہنا درست نہیں۔ بعض محدثین نے ان پر جرح تعصب کی بناء پر کی ہے۔ احناف کے ہاں مسند ابوحنیفہ معتبر کتاب ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن ہمامؒ نے اس پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا حوالہ دیا ہے۔ تعجب کی بات یہ ہے کہ خود نیلوی صاحب نے اسی حوالہ کو اس طرح ذکر کیا ہے۔ اور مسند امام اعظم ص ۱۲۶ میں ہے

ابوحنیفة عن نافع عن ابن عمرؓ قال من السنة ان تأتی قبر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم من قبل القبلة وتجعل ظهرک الی القبلة وتستقبل القبر بوجهک ثم تقول السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰہ وبرکاته

یعنی طریقہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پاس تو آئے اور اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف اور چہرہ قبر کی طرف کر کے السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہہ (ندائے حق جزء اول ص ۵۲۶)

بالآخر نیلوی صاحب نے وہی بات کہہ دی جو صاحب تسکین الصدور نے کہی تھی۔ آنچہ کند دانا کند ناداں۔ لیکن بعد از خرابی بسیار۔

نیلوی صاحب نے خیر الکلام ص ۱۰۱ میں مسند امام اعظم ص ۲۶ کے حوالے سے ایک حدیث بطور احتجاج کے ذکر فرمائی ہے۔ حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ بھی مسند ابوحنیفہ سے بطور احتجاج کے حدیثیں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے تحریرات حدیث ص ۲۵۰ اور بلغۃ الحیران ص ۳۰۳ میں بھی مسند الامام الاعظم کا ذکر کیا ہے۔ اور ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی نومبر ۱۹۶۲ء ص ۲۸

لطیفہ نیلوی صاحب لکھتے ہیں بعض صحابہ کا قبلہ رُخ ہو کر سلام کرنا اور ائمہ مجتہدین کا قبلہ رُخ سلام کہنے کا طریقہ صریح دلیل ہے اس امر کی کہ صحابہؓ و ائمہ مجتہدین میں سے یعنی خیر القرون میں سے کوئی بھی سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند قبرہ الشریف کا قائل نہیں (ندائے حق طبع اوّل ص ۱۳۵) قبلہ رخ ہو کر سلام کرنا جب نیلوی صاحب

کے نزدیک صریح دلیل عدم سماع کی ہے اور اب ثابت ہو گیا۔ مسند ابو حنیفہؒ کے حوالے سے قبلہ کی طرف پشت اور قبر شریف کی طرف منہ کر کے سلام کرنا چاہیے تو اب صریح دلیل ہو گئی کہ سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ و امام اعظمؒ قائل تھے۔

ان کلمات سے سلام کرے

حافظ ابن ہمام حنفیؒ لکھتے ہیں۔

ثم یقول فی موقفہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ...... یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ مِنْ جَمِیْعِ خَلْقِہٖ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ وَاَنَّكَ عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَۃَ وَاَدَّیْتَ الْاَمَانَۃَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّۃَ وَکَشَفْتَ الْغُمَّۃَ فَجَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرًا جَزَاكَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَازٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ اَللّٰھُمَّ اَعْطِ سَیِّدَنَا عَبْدَكَ وَرَسُوْلَكَ مُحَمَّدًا اَلْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالدَّرَجَۃَ الْعَالِیَۃَ الرَّفِیْعَۃَ وَابْعَثْہُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاَنْزِلْہُ الْمُنْزَلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ اِنَّكَ سُبْحَانَكَ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

حافظ ابن ہمامؒ فرماتے ہیں۔ کہ پھر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت کا سوال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے کرے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت ان الفاظ سے طلب کرے

حافظ ابن ہمام حنفیؒ لکھتے ہیں۔

ثُمَّ یَسْأَلُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم الشَّفَاعَۃَ فَیَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَسْأَلُكَ الشَّفَاعَۃَ وَاَتَوَسَّلُ بِكَ اِلَی اللّٰہِ فِیْ اَنْ اَمُوْتَ مُسْلِمًا عَلٰی مِلَّتِكَ وَسُنَّتِكَ

ترجمہ :۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرے پس کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت طلب کرتا ہوں۔ یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ کے وسیلہ سے دُعا مانگتا ہوں میں آپ کی ملت و سنت پر مسلمان ہو کر مروں۔

جس نے سلام کی وصیت کی ہو اس کا سلام پہنچائے

حافظ ابن ہمام لکھتے ہیں۔

وَيُبَلِّغُ سَلَامَ مَنْ اَوْصَاهُ بِتَبْلِيغِ سَلَامِهِ فَيَقُولُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اَوْ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ يُسَلِّمُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

(حافظ ابن ہمامؒ کی مذکورہ بالا سب عبارات فتح القدیر ص۹۵ ج۳ اختتام الحج میں موجود ہیں۔

ترجمہ :۔ اور چاہیئے کہ سلام پہنچائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس شخص کا جس نے وصیت کی ہو سلام پہنچانے کی۔ پس یوں کہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں کی طرف سے آپ پر سلام ہو۔ یا فلاں بن فلاں یا رسول اللہ آپ پر سلام بھیج رہا ہے۔

اس کے بعد حافظ ابن ہمامؒ لکھتے ہیں۔ کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ پر بھی سلام عرض کرے۔ تفصیل فتح القدیر میں ہے۔ عقیدہ مذکورہ بالا صرف حافظ ابن ہمام حنفیؒ کا نہیں۔ بلکہ تمام اُمت مسلمہ کا ہے۔ اور پہلے فتاویٰ عالمگیریہ کے حوالہ سے یہ عقیدہ ذکر ہو چکا ہے۔

جمعیۃ اشاعۃ التوحید و سنۃ کا پہلا فتویٰ

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اس سلسلے میں ماہنامہ تعلیم القرآن بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں پہلی قسط قارئین کی خدمت میں پیش ہو چکی ہے۔ اس میں ہم اپنا مسلک پورا واضح کر چکے ہیں۔ . . . . . .

اور صلوٰۃ و سلام عند القبر کے متعلق حضرت گنگوہی مرحوم اور شیخ ابن ہمام رحمۃ اللہ کے حوالہ سے فتویٰ بھی شائع کر چکے ہیں۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی دسمبر ۱۹۵۹ء صفحہ ۹ زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب مدیر سید احمد حسین سجاد بخاری)

شیخ ابن ہمامؒ مذہب حنفی سے خارج ہو گیا ہے!

شفاء الصدور صفحہ ۶۸ مترجم میں ہے۔ اگر کہا جائے کہ امام ابن الھمامؒ کا قول فتح القدیر میں ایسا ہے۔ جس میں سماع موتیٰ سمجھ آتا ہے۔ صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے۔ کہ محقق ابن ہمام صاحب ترجیح ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان کے قول کی اتباع تب تک ہے جب تک مذہب کے خلاف نہ ہو خلاف مذہب ہونے کی صورت میں ان کا قول معتبر نہ ہوگا۔ نیلوی صاحب اس کے بعد لکھتے ہیں وفی ھذہ المسئلۃ قد خرج عن مذھبہ فلا یتابع علیہ (شفاء الصدور مترجم طبع اول صفحہ ۶۹) اور اس سماع موتیٰ کے مسئلہ میں ابن ہمام مذہب حنفی سے خارج ہو گیا ہے۔ پس اس کی موافقت نہیں کی جا سکتی۔

قارئین کرام! نیلوی صاحب کے اس۔ فتویٰ سے معلوم ہوا کہ جب جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ نے ابن ہمامؒ کی موافقت کی تھی۔ اور ان کا عقیدہ فتویٰ کی صورت میں شائع کیا تھا (جیسا کہ ابھی ماہنامہ تعلیم القرآن کے حوالے سے معلوم ہوا) اسوقت یہ جمعیۃ حنفی نہ تھی۔ مذہب حنفی سے خارج تھی سبحان اللہ! محقق مدقق نیلوی صاحب جیسے ہونے چاہئیں ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملّا   کار طفلاں تمام خواہد شد

عنایت اللہ شاہ پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے

حضرت مولانا قاری شہاب الدین صاحب

خلیفہ مجاز حضرت سلطان الاولیاء مولانا محمد عبد اللہ صاحب بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا

کہنا ہے کہ نیلوی صاحب میرے استاد ہیں۔ جب ابتداء میں ضیاء العلوم سرگودھا میں نیلوی صاحب تشریف لائے تو فرماتے تھے۔ کہ حیات انبیاء علیہم السلام اور سماع انبیاء علیہم السلام عند القبور کی احادیث کو عنایت اللہ شاہ کیوں ضعیف کہتا ہے۔ اس پر کوئی وحی نازل ہوتی ہے۔ حدیث کی کتابیں اور اسماء الرجال کی کتابیں ہمارے سامنے بھی موجود ہیں۔ مگر ہمیں تو یہ نظر نہیں آتا کہ اس سلسلہ کی ساری احادیث ضعیف ہیں۔ مولانا قاری شہاب الدین صاحب زید مجدہ کا کہنا ہے کہ جب ایک زمانہ آیا۔ تو نیلوی صاحب بھی وہی چال چلنے لگے۔ جو عنایت اللہ شاہ صاحب چلے ہوئے تھے۔ تو میں نے کہا استاد جی اب آپ پر وحی نازل ہو گئی ہے۔ تو نیلوی صاحب ہنس کر خاموش ہو کر چل پڑے۔

قارئین کرام! معلوم ہوا کہ جس طرح نیلوی صاحب کے نزدیک امام ابن ہمامؒ حنفی مذہب سے خارج ہو گئے ہیں۔ تو گویا نیلوی صاحب بھی پہلے اپنے ذہن نارسا کے مطابق حنفیت سے خارج تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیلوی صاحب حنفیت سے اب خارج ہو کر اہل بدعت، معتزلہ، کرامیہ، جہمیہ باطل فرقوں میں داخل ہو گئے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ہدایت نصیب کرے۔

دلیل نمبر ۷

وفی فتح القدیر عن ابی حنیفۃ ان الزائر یستقبل القبر ویستدبر القبلۃ ویتیامن شیئاً لیس الا المیت سہلا (العرف الشذی مع الترمذی ص ۲۰۲ / ج ۱)

ترجمہ: اور فتح القدیر میں ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں۔ کہ زائر قبر کی طرف منہ کرے اور قبلہ کی طرف پشت کرے اور کچھ دائیں جانب ہو جائے تاکہ میت اس کو آسانی سے دیکھ سکے۔

خلاصۃ الفتاویٰ

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ خلاصۃ الفتاوی وغیرہ بعض فقہی کتابوں میں ہے کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی طرف سے جائے کیونکہ یہ صورت میت کے لئے آسان ہے۔ سرہانے کی طرف نہ جا

کیونکہ اس میں میت کو نگاہ پھیرنے میں اور سر کی طرف متوجہ ہونے میں دقت اور مشقت اور تکان ہوگی۔ (ندائے حق جلد ثانی ص ۴۸)

فتاوی شامی

علامہ شامی حنفیؒ فرماتے ہیں۔

وفی شرح اللباب للملا علی القاری ثم من آداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یأتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لا من قبل رأسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ (شامی ج ۱ ص ۶۶۵ مطلب فی زیارۃ القبور مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

ترجمہ:- اور ملا علی قاریؒ کی شرح اللباب میں ہے۔ کہ پھر آداب زیارۃ میں سے یہ طریقہ ہے۔ جو مشائخ فقہاء احنافؒ بیان کرتے ہیں۔ کہ قبروں کی زیارت کرنے والا مردہ کے کے پاؤں کی جانب سے آئے سر کی جانب سے نہ آئے اس لئے کہ یہ میت کی نظر کو زیادہ مشقت میں ڈالنے والا ہے۔ بخلاف پہلی صورت کے یعنی جب پاؤں کی جانب سے آئے تو وہ تکان میں ڈالنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ مُردہ کی نظر کے سامنے ہوتا ہے۔

جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا ترجمان ماہنامہ تعلیم القرآن

ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ماہ جولائی ۱۹۶۹ء ص ۴۳ میں ہے۔

وشرح اللباب للملا علی القاری ثم من آداب الزیارۃ ما قالوا من انہ یأتی الزائر من قبل رجل المتوفی لا من قبل رأسہ لانہ اتعب لبصر المیت بخلاف الاول لانہ یکون مقابل بصرہ الخ ملا علی قاری الحنفی کی کتاب شرح اللباب میں ہے کہ علماء کرام نے جو آداب زیارت قبور کے بتلائے ہیں۔ ان میں ایک یہ ہے کہ زیارت کرنے والا میت کے پاؤں کی جانب سے آئے اور سر کی جانب سے نہ آئے کیونکہ پاؤں کی جانب سے آنے میں میت کی آنکھوں

اور نظر کے سامنے ہوگا۔ بخلاف سر کی جانب سے آنے کے۔ پس جہاں تک ممکن ہو ایسا ہی کرے۔ اسی طرح دیگر کتب فقہ میں ہے الخ۔ فتویٰ مفتی عبدالرشید صاحب مفتی اعظم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی نگران شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان۔ مدیر سجاد بخاری سے

کل تک تو آشنا تھے مگر آج غیر ہو — دو دن کا یہ مزاج ہے آگے کی خیر ہو

دلیل نمبر ۸

مولانا عبدالحی لکھنوی سماع موتیٰ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وبالجملة لم يدل دليل قوى على نفي سماع الميت وادراكه وفهمه وتألمه لا من الكتاب ولا من السنة بل السنن الصحيحة الصريحة دالة على ثبوتها له والحق في هذا المقام ان هذا كله من تقريرات المشائخ وتوجيهاتهم وتكلفاتهم ولا عبرة بها حين مخالفتها للاحاديث الصحيحة وآثار الصحابة الصريحة واما ائمتنا فهم بريئون عن انكار هذه الامور وانما حكموا في الحلف بالضرب والكلام والدخول عليه ونحوها بعدم الحنث عند وجود هذه الاشياء بالميت لكون الايمان مبنية على العرف والعرف قاض على ان هذه الامور يراد بها ارتباطها ما دام الحياة لا بعد الموت فالكلام بالميت وان كان كلاما حقيقة ويوجد فيه الاسماع والافهام لكن العرف يحكم بان المراد في قوله لا اكلمك هو الكلام حالة حياته وكذا الايلام وان كان يتحقق في الميت لكن العرف قاض على ان المراد في قوله لا اضربك هو ضربه حيا لا ضربه ميتا وبالجملة فالوجه في تقييد هذه الايمان هو حكم العرف لا ما ذكروه (عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية باب الايمان ص ۲۲۳ ج۲)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میت کے سماع، ادراک، فہم اور درد اٹھانے کی نفی پر
پر کوئی ایک قوی دلیل بھی دلالت نہیں کرتی نہ کتاب اللہ سے نہ سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ صحیح اور صریح حدیثیں ان امور کا میت کے لئے ثبوت فراہم
کرتی ہیں۔ اور اس مقام میں حق بات یہ ہے۔ کہ نفی سماع کی جملہ تاویلات مشائخ
کی اپنی تقریریں اور توجیہیں اور تکلفات ہیں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں جبکہ
یہ تاویلات احادیث صحیحہ اور آثار صحابہؓ کے خلاف ہیں۔ ہمارے ائمہ (امام
اعظمؒ و صاحبینؒ) میت کے سماع، ادراک، فہم، الم کے انکار سے
بری ہیں۔ علماء کرامؒ نے مارنے کلام کرنے داخل ہونے وغیرہ کی قسم
سے حانث نہ ہونے کا جو فیصلہ دیا ہے۔ جب کہ میت کے ساتھ ضرب
و کلام کا وجود پایا جاتا ہے۔ تو وجہ یہ ہے کہ قسموں کا دارومدار عرف پر
ہوتا ہے اور عرف کا فیصلہ یہ ہے کہ ان چیزوں کا تعلق حیات سے ہوتا
ہے نہ موت کے بعد۔ پس کلام میت کے ساتھ اگر حقیقۃً کلام ہے
اور اس کلام میں میت کو سنانا اور سمجھانا بھی پایا جاتا ہے۔ لیکن عرف
کا فیصلہ یہ ہے کہ زندہ کے ساتھ صرف کلام شمار ہوگی اور اسی طرح درد
پہنچانا اگرچہ یہ بھی مردہ میں حقیقۃً پایا جاتا ہے۔ لیکن عرف کا فیصلہ یہ ہے
کہ ضرب زندہ کو ہوتی ہے نہ مردہ کو۔ پس خلاصہ یہ ہے کہ قسموں کا دارومدار
عرف پر ہے نہ مشائخ کے تکلفات پر۔

دلیل نمبر ۹

امام اعظمؒ خود فرماتے ہیں۔

وَسُؤَالُ مُنْكَرٍ وَنَكِيْرٍ حَقٌّ كَائِنٌ فِي الْقَبْرِ وَاِعَادَةُ
الرُّوْحِ اِلَى الْجَسَدِ فِيْ قَبْرِهٖ حَقٌّ وَضَغْطَةُ الْقَبْرِ وَعَذَابُهٗ حَقٌّ كَائِنٌ
لِلْكُفَّارِ كُلِّهِمْ وَلِبَعْضِ عُصَاةِ الْمُؤْمِنِيْنَ حَقٌّ جَائِزٌ

(الفقہ الاکبر مع اردو ترجمہ، البیان الازھری ص۴۳ ناشر ادارہ نشر و اشاعت
مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ)

سوال نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ فقہ اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف غلط ہے دراصل یہ کتاب ان کے شاگرد ابو المطیع البلخی کی تصنیف ہے۔ دیکھو! امام ذہبی رحمہ اللہ کی العبر ج ۱ ص ۲۴۰ (ندائے حق ص ۴۹۱ جز اوّل)

الجواب فقہ اکبر امام اعظمؒ کی تصنیف ہے۔ مگر اس کے راوی امام اعظم رح سے ان کے شاگرد ابو مطیع البلخی ہیں۔ بہت سے محققین حضرات کی تحقیق یہی ہے

دلیل نمبر ۱ کاتب چلپی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

الفقه الاکبر فی الکلام للامام الاعظم ابی حنیفة نعمان بن ثابت المتوفی (سنہ ۱۵۰ھ) خمسین ومائة روی عنه ابو مطیع البلخی واعتنی به جماعة من العلماء وشرحه غیر واحد من الفضلاء منهم الخ (کشف الظنون ص ۱۲۸۷ ج ۲)

ترجمہ: فقہ اکبر علم کلام میں امام اعظمؒ ابو حنیفہ نعمان بن ثابت متوفی سنہ ۱۵۰ھ کی ہے۔ ابو مطیع بلخیؒ نے آپ سے روایت کے طور پر ذکر کیا ہے۔ علماء احنافؒ کی ایک جماعت نے اس کو قابل اعتماد گردانا ہے اور بہت سے فضلاء نے اس کی شروح لکھی ہیں۔ (پھر ان شروح کا تفصیل سے ذکر کیا ہے چلپی صاحب رحؒ نے)

دلیل نمبر ۲ مُلا علی قاری حنفیؒ فرماتے ہیں

قال الامام الاعظم والهمام الافخم الاقدم قدوة الانام ابو حنیفة الکوفی رحمه الله فی کتابه المسمی بالفقه الاکبر (شرح فقہ اکبر ص ۹)

دلیل نمبر ۳ علامہ شیخ ابو المنتہیٰ احمد بن محمد الحنفیؒ (المتوفی فی حدود سنہ ۱۰۹۰ھ) فرماتے ہیں۔ الفقه الاکبر للامام الاعظم رضی الله تعالی عنه (شرح الفقہ الاکبر لابی المنتہیٰ ص ۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

دلیل نمبر ۴

حافظ ابن قیمؒ بھی اسکو امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تصنیف قرار دیتے ہیں ۔ وکذالک النعمان قال وبعدہ ۔ یعقوب والالفاظ للنعمان من لم یقر بعرشہ سبحانہ ۔ فوق السماء وفوق کل مکان ویقر ان اللہ فوق العرش لا یخفی علیہ ھواجس الاذھان ۔ فھو الذی لاشک فی تکفیرہ ۔ للہ در ک من امام زمان ۔ ھذا الذی فی الفقہ الاکبر عندھم ۔ وللہ شارح عدۃ ببیان (قصیدہ نونیہ ص۶۸ تا ص۹۶ ناشر سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ

دلیل نمبر ۵

علامہ عبدالقادر القرشی الحنفی ابوالمطیع البلخیؒ کے متعلق فرماتے ہیں راوی کتاب الفقہ الاکبر عن ابی حنیفہ (الجواہر المضیہ ص۲۶۵ ج۲

امام ابومطیعؒ نے کتاب فقہ اکبر حضرت امام ابوحنیفہؒ سے روایت کی ہے
(بحوالہ مقدمہ البیان الازہر ص۱۴)

دلیل نمبر ۶

علامہ مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ غیر مقلد تاریخ اہلحدیث ص۶۶ میں لکھتے ہیں۔

حوالہ فقہ اکبر

اس کے بعد ہم خود امام صاحب ممدوح کے کلام فیض التیام سے ثابت کرتے ہیں۔ کہ آپ ارجاء اور مرجیہ سے اور اعتزال اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں۔ چنانچہ آپ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں (پھر میر صاحب غیر مقلد نے فقہ اکبر کی طویل عبارت نقل کی ہے) میر صاحب تاریخ اہلحدیث ص۶۶ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ امام ابن تیمیہؒ منہاج السنۃ میں فقہ اکبر کو حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔

پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بناء پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں ۔ ۱۲ منہ ۔ پھر میر صاحبؒ تاریخ اہلحدیث کے ص۶۶ میں فقہ اکبر کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اس عبارت میں آپ نے خالص اہلسنت کے مسائل لکھے ہیں۔ جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔ اور صحابہؓ اور خیار تابعین ان پر کاربند تھے۔ یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ لکھتے وقت جزاء سزا کے متعلق آیات و احادیث کا

آپ کے سامنے رکھا تھا۔ سب امور کو ملحوظ رکھ کر نہایت احتیاط و اعتدال کی باتیں لکھی ہیں الخ ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

دلیل نمبر ۷ حضرت مولانا حکیم نجم الغنی رامپوری الحنفی المتوفی ۱۳۵۱ھ نے شرح فقہ اکبر لکھی ہے جس کا نام ہے تعلیم الایمان یہ اردو زبان میں ہے اور طویل شرح ہے۔ اس میں مولانا نجم الغنی نے فرمایا ہے کہ فقہ اکبر امام صاحب رح کی ہے۔ البتہ معتزلہ فرقہ اس کا انکار کرتا ہے۔

دلیل نمبر ۸ مولانا عبدالحی لکھنویؒ کے والد مولانا عبدالحلیمؒ فرماتے ہیں۔ و لذی اسمیٰ الامام الاعظم قدس سرہ کتابہ فی الکلام الفقہ الاکبر الخ (قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار ص۵)

دلیل نمبر ۹ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب جہلمی حنفی متوفی ۱۳۲۳ھ فرماتے ہیں۔ حکم بن عبداللہ بن سلمہ بن عبدالرحمٰن بلخی۔ امام ابوحنیفہ کے اصحاب میں سے علامہ کبیر اور فہامہ بصیر تھے۔ ابو مطیع کنیت تھی۔ امام سے ان کی فقہ اکبر آپ ہی کے راوی ہیں۔ (حدائق الحنفیہ ص۱۶۰)

دلیل نمبر ۱۰ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی کو مناظرہ کے درمیان فرمایا۔ متفقہ تصنیف حضرت امام اعظم رح کی فقہ اکبر ہے جس میں علم غیب مدعیوں پر فتویٰ کفر لگا رہے ہیں۔ فقہ اکبر کو کہاں رکھو گے (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۵۹ء ص۳۲)

دلیل نمبر ۱۱ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے رسالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ نومبر ۱۹۶۲ء ص۲۸ میں ہے۔ ۳ فقہ اکبر صاحب کشف الظنون اس کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ رسالہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کوفی (متوفی ۱۵۰ھ) کا ہے۔ جو کلام و عقائد پر مشتمل ہے۔ جس کو ابو مطیع بلخی نے روایت کیا ہے۔ علماء نے اس کی مختلف شرحیں لکھی ہیں۔ مثلاً محی الدین محمد بن بہاؤ الدین المتوفی ۹۵۶ھ نے اس کی مفصل شرح لکھی ہے اور اس کا نام.....

القول الفصل رکھا ہے۔ مولیٰ الیاس بن ابراہیم السینوبی (المتوفی ۸۹۱ھ) مولیٰ احمد بن محمد المغنیساوی حکیم اسحاق وغیرہم۔ ابوالبقاء الاحمدی نے ۹۱۸ھ میں اس کو نظم کیا۔ اور اس کا نام عقد الجوہر نظم الفقہ الاکبر رکھا۔ اسی طرح ابراہیم بن حسام جو شریفی کے نام سے مشہور ہیں نظم میں لکھا۔ ملا علی قاری نے بھی اس کی شرح لکھی۔ اور اس کا نام منح الازہر رکھا۔ جو عام طور پر زیادہ متداول ہے۔ اسی طرح شیخ اکمل الدین نے بھی شرح لکھی۔ اور اس کا نام الارشاد رکھا۔ (کشف الظنون ص۱۲۸۷) مضمون نگار مولانا ابوالبقا صاحب ندوی (ماہنامہ تعلیم القرآن زیر سرپرستی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان صاحب مدیر سید احمد حسین سجاد بخاری فاضل دیوبند و لکھنؤ) ؎

وفاؤں کے ہزاروں دیکھ چکے ہیں امتحان اب تک مگر وہ ہیں کہ اس پر بھی ہیں ہم سے بدگمان اب تک

دلیل نمبر ۱۲

(اتمام حجت) نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ مجتہد اعظم امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہؒ۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں کہا ہے "مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الایمان"۔ اس عہد میں اعتزال کا زور تھا۔ الخ (ندائے حق جزء اول ص۳۲۱)

نیلوی وہ شخص ہے۔ جو اپنی بات کی خود تردید کرتا ہے ؎

گل گئے گلشن گئے جنگل دھتورے رہ گئے اڑ گئے دانا جہاں سے بے شعورے رہ گئے

قارئین کرام! ہم نے ان چند دلائل و حوالوں پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ اس کے علاوہ اور بھی دلائل تھے۔ چنانچہ آپ الفوائد البھیہ فی تراجم الحنفیہ کو بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

معتزلہ کا انکار

استاذ محترم محدث اعظم حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں۔ امام کردری فرماتے ہیں۔ کہ اگر تو یہ اعتراض کرے کہ امام صاحبؒ کی تو کوئی تصنیف ہی نہیں۔ تو میں یہ کہوں گا۔ کہ یہ اعتراض اور کلام معتزلہ کا ہے۔ ان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ امام صاحب کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں اور ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ فقہ اکبر اور کتاب العالم والمتعلم

امام صاحبؒ کی نہیں۔ چونکہ امام صاحبؒ نے فقہ اکبر میں اہلسنت والجماعۃ کے اکثر قواعد (صحیح عقائد ہونا چاہیے۔) نقل کئے ہیں اور معتزلہ کا یہ "بے بنیاد" دعویٰ ہے کہ امام صاحبؒ معتزلی تھے (معاذ اللہ) اور کتاب فقہ اکبر معتزلہ کے خیال میں ابو حنیفہ بخاریؒ کی ہے۔ لیکن ان کا یہ نظریہ باطل صریح طور پر غلط ہے۔ کیونکہ میں نے علامہ شمس الملت والدین الکردری البقینی العمادیؒ کے ہاتھ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر پڑھی ہے انہوں نے تصریح کی ہے کہ یہ دونوں کتابیں امام صاحب کی ہیں۔ پھر آگے ارشاد فرمایا۔ کہ تواطأ علی ذالک جماعۃ کثیرۃ من المشائخ انتہیٰ (ذیل الجواہر ص۴۶۱ ج۲) اسی پر مشائخ کی ایک بہت بڑی جماعت متفق ہے

(البیان الازھر مقدمہ الفقہ الاکبر ص۱۵ تا ۱۶)

نیز حضرت استاذ مکرم لکھتے ہیں۔

یہ معتزلہ کے مخترعات میں سے ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ الفقہ الاکبر امام صاحب کی نہیں۔ بلکہ ابو حنیفہ البخاریؒ کی (مفتاح السعادت ص۲۹/۲۲) تسکین الصدور طبع دوم ص۱۵۲

نیلوی صاحب کے انکار کرنے کی وجہ ظاہر ہوگئی ہے۔ کہ چونکہ اس کے اکابر معتزلہ انکار کرتے ہیں۔ اس لیے نیلوی صاحب بھی انکار کرتے ہیں ؎

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز   کبوتر با کبوتر باز با باز

قارئین کرام! ان دلائل سے ثابت ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ، امام محمدؒ، امام حسین بن زیادؒ، امام ابو مطیع بلخیؒ، حافظ ابن ہمامؒ۔ پانچ سو علماء کرام جنہوں نے فتاویٰ عالمگیری مرتب کیا ہے۔ اور نیلوی صاحب کو ان پر پورا اعتماد ہے۔ اور صاحب خلاصۃ الفتاویٰ۔ علامہ شامی، امام ابن الملک، ملا علی قاریؒ۔ امام طحاویؒ، سید احمد طحطاویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حضرت تھانویؒ۔ علامہ سید محمد انور شاہ صاحبؒ۔ مولانا عبدالحی لکھنوی وغیرہم سب حضرات سماع موتیٰ کے قائل ہیں۔ نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ابن تیمیہؒ، ابن قیمؒ۔ ابن العابدینؒ ہوں یا ابن حجرؒ، سیوطیؒ، نوویؒ، عیاضؒ ہوں یا شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ دمشقی ملا علی قاریؒ (حنفی)، وغیرہ ہوں۔ سب سماع

عند قبر النبی کے اس لئے قائل ہیں۔ کہ وہ مطلقاً سماع موتیٰ مانتے ہیں۔ ندائے حق جزء ثانی ص۸۵)

علامہ بحر العلوم حنفی سماع موتیٰ کے قائل ہیں

نیلوی صاحب شفاء الصدور مترجم ص۲۳ کے حاشیہ میں لکھتے ہیں۔ نیلوی صاحب اور اس کے معاون بندیالوی نے اس عبارت کا ترجمہ نہیں کیا۔ راقم الحروف

وما فی ارکان اربعہ ص۱۵۰ وص۱۵۱ وما قیل فی ان التلقین لغو لان المیت لا یسمع فھذا باطل لانہ قد ورد فی الحدیث الصحیح ان المیت یسمع صوت النعال من الاحیاء ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد نادی الکفرۃ الملقین فی قلیب بدر وقال انھم یسمعون ولا یقدرون علی الجواب لما لحقھم من العذاب الشدید۔ فمدفوع بالاصول واعتمد علی المحتمل وترک القطعی ۱۲ منہ

ترجمہ: اور مولانا بحر العلوم نے جو ارکان اربعہ ص۱۵۰ وص۱۵۱ میں لکھا ہے۔ کہ یہ بات کہ تلقین فضول ہے۔ کیونکہ میت نہیں سنتا۔ پس یہ باطل ہے۔ اس لئے کہ یقیناً صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ میت جوتوں کی آواز سنتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر میں پڑے ہوئے کفار کو پکارا اور فرمایا کہ وہ سنتے ہیں یقیناً لیکن جواب دینے کی قدرت نہیں رکھتے۔ کیونکہ سخت عذاب میں مبتلا ہیں۔ (نیلوی کہتا ہے) مولانا بحر العلوم کی یہ بات) دفع کیگئی ہے اصول کے ساتھ۔ مولانا بحر العلوم نے احتمالی چیز پر اعتماد کیا ہے اور قطعی چیز کو چھوڑ دیا ہے۔

قارئین کرام: نیلوی صاحب کی بات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑے اصول جانتا ہے۔ اور قطعی پر عمل کرتا ہے حالانکہ نیلوی صاحب جیسا بے اصول آدمی ہم نے دنیا میں نہیں دیکھا۔ خود کہتا ہے۔ کہ سماع موتیٰ نص قطعی سے ثابت ہے اور نص قطعی کا منکر کافر ہے اور پھر خود کہتا ہے کہ چونکہ امام شافعی کے نزدیک یہ

آیات ظنیہ ہیں۔ اس لئے فتوی کفر سے یہ بات مانع ہے۔ (دیکھئے ندائے حق جزء ثانی ص ۲۵۶۔ تو نیلوی نے اپنا اصول چھوڑ کر امام شافعیؒ کا پکڑ لیا۔ واہ نیلوی تیرے اصول! ؎ گر گئے ناداں سجدہ میں جب وقت قیام آیا۔

امام زاہد صغار حنفی کا مسلک

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ ایک اعتراض اور اس کا جواب۔ اور امام زاہد صغار نے جو تلخیص الادلۃ میں لکھ دیا ہے۔ کہ امام اعظم رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ تلقین کرنا اور دفن کے بعد تلقین نہ کرنا معتزلہ کا مسلک ہے۔ (نیلوی صاحب کہتے کہتے ہیں)۔ یہ ان کا وہم ہے۔ (ندائے حق جلد ثانی ص ۲۳۹)

قارئین کرام! یہ امام زاہد صغار حنفی بخارا کے رہنے والے ہیں۔ اپنے وقت کے امام گزرے ہیں۔ اور فخر الدین قاضی خان حسن بن منصور کے استاذ تھے اور بڑے بڑے فضلاء نے آپ سے استفادہ کیا ہے۔ ۲۶ ربیع الاول ۵۳۴ھ کو بخارا میں فوت ہوئے۔ دیکھئے (حدائق حنفیہ ص ۲۴۲)

علامہ زمان امام الاحناف مخدوم محمد ہاشم سندھی متوفی ۱۱۷۴ھ کا عقیدہ

علامہ محمد ہاشم سندھیؒ اپنی کتاب حیات القلوب فی زیارۃ المحبوب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے زیارت کے آداب صلوۃ وسلام کے کلمات ذکر کر کے ص ۳۰۸ میں لکھتے ہیں۔ بعد ازاں سوال شفاعت کند پس گوید اسالک الشفاعت یا رسول اللہ سہ بار اتوسل بک الی اللہ ان اموت مسلماً علی ملتک وسنتک

ترجمہ! صلوۃ وسلام عرض کرنے کے بعد شفاعت طلب کرے پس کہے یا رسول اللہ میں آپ سے شفاعت کی درخواست کرتا ہوں۔ تین بار یہ بات کہے اور کہے کہ میں آپ کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا ہوں۔ کہ میں مسلمان ہو کر مروں آپ کی ملت اور آپ کے طریقہ پر۔ پھر علامہ صاحبؒ اس کے بعد لکھتے ہیں۔ کہ اگر کسی نے سلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کہنے کا مطالبہ کیا ہو تو اس کے سلام بھی پہنچائے ان کی اصل

عبارت یوں ہے۔ **مسئلہ** اگر گفتہ باشد کسے اورا سلامے بسوئے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پس بگوید السلام علیک یارسول اللہ من فلاں بن فلاں یا بگوید فلاں بن فلاں یسلم علیک یارسول اللہ یا بگوید یارسول اللہ گفتہ است مرا فلاں بن فلاں سلام در جناب شریف تو الخ

پھر علامہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ کہ شیخین پر سلام پڑھے آخر میں یوں کہے

ونحن نتوسل بکما الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یشفع لنا الیٰ

ربنا وان یتقبل سعینا ویحیینا علیٰ ملتہ ویمیتنا علیہا الخ ص ۳۱۰

اے شیخینؓ ہم تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وسیلہ بنا کر پیش کرتے ہیں تاکہ وہ ہمارے لئے ہمارے رب کی طرف سفارش کرے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت قبول کرے۔ اور ہمیں اس کی ملت پر زندہ رکھے اور مارے پھر علامہ سندھی لکھتے ہیں۔ نیز بگوید السلام علیک یارسول اللہ سمعت اللہ یقول ولو انہم اذ ظلموا انفسہم الخ

وقد جئناک یارسول ظالمین لانفسنا مستغفرین من ذنوبنا

فاشفع لنا الیٰ ربک واسألہ ان یمیتنا علی سنتک وان یحشرنا

فی زمرتک الخ حیات القلوب ص ۳۱۱ باہتمام مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ مشہور پریس کراچی میں ۱۳۹۱ھ کو طبع ہوئی۔ (ترجمہ) اور پھر کہے السلام علیک یارسول میں نے اللہ پاک سے سُنا ہے کہ وہ کہتا ہے اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تیرے پاس آجائیں اور ہم آپ کے پاس آگئے یارسول اللہ اپنی جانوں پر ظالم بن کر گناہوں کی مغفرت چاہتے ہوئے۔ پس آپ ہمارے اپنے رب کی طرف شفاعت کریں۔ اور سوال کریں۔ کہ وہ ہمیں آپ کی سنت پر موت دے اور ہمیں آپ کی جماعت کے لوگوں کے ساتھ قیامت والے دن جمع کرے۔

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر سلام پڑھے اور شفاعت طلب کرے

اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بِنْتَ رَسُوْلِ اللہِ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکِ یَا بَضْعَۃَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَۃَ حَبِیْبِ اللّٰہِ جَزَاکِ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنِ الْاِسْلَامِ وَاَهْلِهٖ خَیْرَ الْجَزَاءِ وَرَضِیَ عَنْکِ اَحْسَنَ الرِّضَاءِ جِئْنَاکِ زَائِرِیْنَ مُسْتَشْفِعِیْنَ بِکِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاشْفَعِیْ لَنَا عِنْدَهٗ یَشْفَعُ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا الْعَظِیْمِ فَیُمِیْتَنَا عَلٰی مِلَّتِهٖ وَیَحْشُرَنَا فِیْ زُمْرَتِهٖ وَیَجْعَلَنَا مِنْ اُمَّتِهٖ الخ (حیات القلوب ص ۳۱۴)

آخری دو سطروں کا خلاصہ یہ ہے۔ ہم تیرے پاس آئے ہیں۔ زیارت کرنے والے شفاعت چاہنے والے تیرے ذریعے سے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس تو شفاعت کرے ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کہ وہ شفاعت کریں ہمارے لئے ہمارے رب عظیم کے ہاں پس وہ موت دے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر اور اس کی جماعت میں قیامت کے دن ہمارا حشر کرے اور کرے ہمیں اس کی امت میں سے

قارئین کرام! نیلوی صاحب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما سے شفاعت طلب کرنے پر معترض تھا۔ اور شرک وکفر کے فتوے صادر کرتا تھا۔ آپ تو نیلوی صاحب۔ حضرت علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شفاعت طلب کرنے پر ضرور کفر کی مشین چلائے گا۔ نیلوی صاحب کو چاہیے کہ وہ واضح الفاظ میں حضرت سندھی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت مفتی محمد شفیع پر کفر کا فتویٰ صادر کرے۔ مجمل الفاظ ذکر کرکے تقیہ بازی سے کام نہ چلائے۔

شیخ محمد بن احمد الحموی الحنفی استاد صاحب مراقی الفلاح رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ

نیلوی صاحب لکھتے ہیں۔ سوال مراقی الفلاح میں ہے اخبرنی شیخی محمد بن احمد الحموی الحنفی بانہم یتاذون بخفق النعال۔ یعنی مردے جوتوں کی آواز سے اذیت محسوس کرتے ہیں۔

جواب! غلط ہے جواب اس قول کا۔ مطلب یہ ہوا کہ قبرستان میں جوتا پہن کر

جانا منع ہے حالانکہ یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعامل اور امام ابو حنیفہ و صاحبین اور مذہب حنفیہ اور صحیح احادیث اور روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے خلاف ہے الخ (ندائے حق جلد ثانی ص ۳۹۶)

جواب

نیلوی صاحب وہ احادیث بیان کریں یا صحابہؓ سے کوئی روایت بیان کریں جن میں جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چلنا پھرنا مذکور ہو اگر آپ صرف لیسمع قرع نعالہم (وہ مُردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے) والی حدیث پیش کریں۔ تو آپ یہ پیش نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اس کو حقیقت پر محمول نہیں کرتے فلہٰذا صاحب مراقی الفلاح کے استاذ علامہ حموی حنفیؒ کی تردید آپ کس طرح کر سکتے ہیں۔ علامہ حموی حنفیؒ کا مطلب آپ سمجھے ہی نہیں۔ علامہ صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جوتوں کی آواز جب شدید ہو۔ تو میت کو اذیت ہوتی ہے اس لئے اس کا خیال کرنا چاہیے۔ نیلوی صاحب تم بھی ذرا خیال کرو

سے نامہ ہے دلبروں کا ذرا پڑھ کے کھولنا آتش بھری ہے اس میں کہیں ہاتھ جل نہ جائیں

نیلوی صاحب کا زبردست جھوٹ

نیلوی صاحب کا یہ کہنا کہ اس قول کا مطلب یہ ہوا کہ قبرستان میں جوتا پہن کر جانا منع ہے۔ یہ روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے خلاف ہے۔ یہ نیلوی صاحب کا زبردست جھوٹ ہے اس لئے کہ بعض آئمہ جوتا پہن کر قبرستان میں جانے کو منع کرتے ہیں۔ چنانچہ علامہ سید احمد طحطاوی حنفیؒ لکھتے ہیں ولایکرہ المشی فی المقابر بالنعلین عندنا وکرھہ احمد ولنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ لیسمع خفق نعالھم اذا انصرفوا

(طحطاوی علی المراقی ص ۳۴۰)

احناف حضرات کے ہاں قبرستان میں جوتوں کے ساتھ چلنا مکروہ نہیں ہے اور امام احمدؒ اس کو مکروہ کہتے ہیں۔ ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ جب لوگ واپس گھروں کو جاتے ہیں۔ قاضی شوکانی غیر مقلد کہتے ہیں۔ لا یجوز المشی بین القبور بالنعلین

(نیل الاوطار بحوالہ تحفۃ الاحوذی ص ۱۵۵ ج ۲)۔

قبرستان میں جوتوں کیساتھ چلنا جائز نہیں ۔ امام طحاویؒ فرماتے ہیں ایک قوم کے نزدیک جوتوں کے ساتھ قبرستان میں چلنا مکروہ ہے (طحاوی) میلوی صاحب بتلایئے امام احمدؒ اور اس کے مقلدین وغیرہ اور قاضی شوکانی وغیرہ روئے زمین پر رہتے ہیں ۔ یا نہ کیا یہ مسلمان نہیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

ابن حزمؒ کا مسلک

وقال ابن حزمؒ یجوز وطأ القبور بالنعال التی لیست سبتیۃ لحدیث ان المیت لیسمع خفق نعالھم وخص المنع بالسبتیۃ وجعل ھذا جمعاً بین الحدیثین وھو وھم لان سماع المیت لخفق النعال لایستلزم ان یکون المشی علی قبر او بین القبور فلا معارضۃ انتھی کلام الشوکانی (تحفۃ الاحوذی ص۱۵۵ ج۲)

ترجمہ: (شوکانی کہتے ہیں) اور ابن حزمؒ نے کہا۔ کہ قبروں کو جوتوں کے ساتھ روندنا ان جوتوں کے ساتھ جائز ہے۔ جو سبتی نہ ہوں۔ اس وجہ سے کہ حدیث پاک میں ہے کہ مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اور جوتوں کے ساتھ چلنا منع صرف سبتی سے ہے ابن حزمؒ نے دو حدیثوں کے درمیان مطابقت پیدا کی ہے۔ اور یہ ان کی غلطی ہے کیونکہ مردہ کے سماع سے یہ لازم نہیں آتا کہ قبر پر چلنا یا درمیان قبروں کے چلنا ضروری ہو (ہو سکتا ہے کہ قبروں کے قریب سے جوتوں کے ساتھ چل رہا ہو اور مردہ سن رہا ہو قارئین کرام! ابن حزمؒ کا ذکر تو درمیان میں ویسے ہی آگیا ہے ورنہ اصل مقصود تو احناف کا عقیدہ لکھنا ہے۔ تاکہ یہ باطل نظریہ کہ احناف سماع موتیٰ کے قائل نہیں ہیں ختم ہو جائے۔

نوٹ سبتیہ اس جوتے کو کہتے ہیں۔ جو گلٹ کے رنگے ہوئے چمڑے سے بنایا جائے (انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ ص۱۱۲)

اس قسم کے چمڑے سے جوتا پہن کر قبروں کے درمیان چلنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو اس لئے منع کیا۔ کہ وہ قبروں پر چل رہا تھا یا اس کے جوتے میں گندگی لگی ہوئی تھی۔ یا جواز مع کراہت تنزیہ ہے۔ واللہ اعلم

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کا عدم سماع موتیٰ سے رجوع

مولانا محمد منظور نعمانی صاحب مدظلہ پہلے عدم سماع کے قائل تھے چنانچہ ستر ضروریہ صـ۳۶ میں لکھتے ہیں۔ آج کل کے اہل بدعت (بریلویہ) بھی (با وجود ادعائے حنفیت) چونکہ سماع موتیٰ کے قائل ہیں۔ اس لئے انہوں نے بھی ایک شاخسانہ نکالا ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور مشائخ حنفیہ بھی سماع کے قائل ہیں۔ یہ ان کی صریح جہالت ہے یا منہ زوری۔ ورنہ کتب حنفیہ اس کی تصریح سے پُر ہیں الخ (بحوالہ ندائے حق طبع اول صـ۱۵۷)
نیلوی صاحب نے مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا یہ حوالہ ندائے حق جلد ثانی صـ۲۷۱ میں بھی دیا ہے۔

عدم سماع موتیٰ سے رجوع کی دلیل

حضرت استاذ مکرم محدث اعظم مولانا سرفراز خاں صاحب مدظلہ لکھتے ہیں۔ لیکن تینتیس ۳۳ سال تک سماع موتیٰ کا انکار کرنے کے بعد حضرت مولانا... محمد منظور صاحب نعمانی نے حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ کی تحقیق پر بنیاد رکھ کر اس سے رجوع کر لیا ہے۔ اور اب سماع موتیٰ کے مُقر ہو گئے ہیں۔ (ملاحظہ ہو الفرقان لکھنؤ ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۸۶ھ حاشیہ صـ۳۲) سماع الموتیٰ صـ۱۹۱

نیلوی صاحب کا ایک زبردست جھوٹ

نیلوی صاحب اپنے مجذوبانہ انداز میں ہمارے استاذ مکرم مدظلہ العالی پر گرفت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ اور اب تو خود حضرت نعمانی کی طرف رجوع کی نسبت فرما دی۔ مگر جس رسالہ یا کتاب میں انہوں نے رجوع فرمایا ہے اس کا حوالہ بھی نہیں دیا (ندائے حق جلد ثانی صـ۲۷۲)

قارئین کرام! اندازہ کریں کہ نیلوی صاحب کو جھوٹ بولنے میں کتنی لذّت محسوس ہوتی ہے۔ لکھتے ہیں۔ مگر جس رسالہ یا کتاب میں انہوں نے رجوع فرمایا ہے اس کا حوالہ بھی نہیں دیا۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

قارئین کرام! آپنے سماع موتیٰ کے حوالہ سے پڑھ لیا ہے۔ کہ حضرت استاذ مکرم نے ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کا حوالہ دیا ہے۔ مگر نیلوی صاحب کچھ ایسے لاعلاج مریض بن چکے ہیں جن کے حق میں بس یہی کہا جا سکتا ہے۔ ع بے حیا باش و ہرچہ خواہی کن

سرپرست اوّل جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا عقیدہ ۱

شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتوی خلیفہ اعظم حضرت مولانا حسین علی صاحب لکھتے ہیں۔ ثم اختلف فی ان عذاب القبر للروح فقط او للجسد مع الروح الثانی قول الجمہور وھو المشہور المختار ویؤیدہ الاحادیث کقولہ علیہ السلام فیقعدانہ وقولہ علیہ السلام یضرب بین اذنیہ وقولہ علیہ السلام فافرشوہ من الجنۃ والبسوہ من الجنۃ فان کل ذالک من صفات الاجساد فعلم ان التعذیب یکون للجسد مع الروح ۱۲ مولانا نصیر الدینؒ حاشیہ مشکوٰۃ ص۲۵ باہتمام مولانا فخر الدین ومولانا محمد ابراہیم صاحبزادگان نصیر الدینؒ ساکن غورغشتوی

ترجمہ! پھر اختلاف کیا گیا ہے کہ عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے یا جسد مع الروح کو ہوتا ہے۔ دوسرا قول (یعنی جسد مع الروح) مشہور و پسندیدہ ہے اور جمہور کا مذہب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً فرشتے مُردہ کو اٹھا بٹھاتے ہیں۔ مردہ کے کانوں کے درمیان مارا جاتا ہے۔ اس مردہ کے لئے جنت کا بچھونا بچھاؤ اور جنت کا لباس پہناؤ۔ یہ ساری صفات جسم کی ہیں پس معلوم ہوا کہ عذاب قبر جسد مع الروح ہوتا ہے۔

۲۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب سیوطیؒ کی شرح الصدور و مرقاۃ سے نقل کرتے ہیں۔ ان سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام الخ

ترجمہ! تمام مردے سلام وکلام سنتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ از مولانا نصیر الدین غورغشتوی ص۱۳۲)

۳۔ صلوٰۃ وسلام انبیاء علیہم السلام کے روح مع الجسد پر پیش کیا جاتا ہے اور الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون (انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں

پڑھتے ہیں) یہ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے حاشیہ مشکوٰۃ از مولانا نصیر الدین غور غشتوی ص ۱۳۲ ج ۱۷

۴۔ من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ (الحدیث) کے ہیں السطور لکھتے ہیں ای سمعا حقیقیا بلا واسطۃ (مشکوٰۃ ص ۹۳) حقیقی سماع سے بغیر کسی واسطہ کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں (۵) ہیں "نصیر الدین غور غشتوی) اور مولانا غلام اللہ خاں صاحب عقائد ہیں متفق ہیں۔ میں بھی نبی علیہ السلام کے وفات کے بعد برزخی حیات کے قائل ہوں وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں۔ میں بھی یہ کہتا ہوں۔ کہ روضہ پاک کے قرب میں جب درود جہراً پڑھا جائے تو نبی سنتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں۔ اور جناب مولانا غلام اللہ خاں صاحب نے بھی اپنے ماہنامہ تعلیم القرآن میں یہ لکھا ہے۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۲۵)

قارئین کرام! یہ باب بہت طویل ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کو بند کیا جاتا ہے۔ اس باب میں دلائل کے ساتھ امام اعظمؒ وصاحبینؒ اور محققین حنفیہؒ سے سماع موتیٰ کے عقیدہ کا اثبات کیا گیا ہے۔ اس لئے وہ حضرات غور کریں۔ جو کہہ دیتے ہیں۔ احنافؒ کے ہاں سماع موتیٰ ثابت نہیں ہے

لگا دیئے ہیں میں نے مضامین نو کے انبار   خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو